ازعدالت عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 7اگست 2000

دی اسسٹنٹ کلکٹر آف سینٹرل ایکسائز، راجامنڈری

بنام

ڈنکن ایگرو انڈسٹریز لمیٹڈ و دیگراں

[کے ٹی تھامس اور آر پی سیٹھی، جسٹس صاحبان]

کسٹمز ایکٹ، 1962: دفعہ 108۔

ضابطہ فوجداری، 1973: دفعہ 164

سنٹرل ایکسائز اینڈ سالٹ ایکٹ، 1944 دفعہ 9(1)

اویڈنس ایکٹ، 1872: دفعہ 24 اور 25۔

ایکسائز افسر-کے ذریعے درج کردہ بیانات-کی قبولیت۔

سگریٹ کمپنیاں-ڈائریکٹروں- سنٹرل ایکسائز ایکٹ کی دفعہ 9(1) اور تعزیرات ہند کی دفعہ B-120 کے تحت مقدمہ چلانا-ایکسائز آفیسر کے ذریعے درج کیے گئے ملزم کے بیانات-ملزم کو دفعہ 164(2) مجموع ضابطہ فوجداری کے تحت مطلوبہ انتباہ نہیں دیا گیا-حکم ہوا کہ، اس طرح کے بیانات ثبوت میں قابل قبول ہیں-تاہم عدالت کو اس بات کی جانچ کرنی چاہیے کہ آیا اپنے آپ کو پھسانے والے بیانات رضاکارانہ تھے یا شہادت ایکٹ کی دفعہ 24 میں موجود کی توضیعات کی وجہ سے ذائل کئے گئے تھے۔

بعض سگریٹ کمپنیوں اور ان کے ڈائریکٹروں، یہاں مدعا علیہان، پر سنٹرل ایکسائز اینڈ سالٹ ایکٹ 1944 کی دفعہ 9(1) اور مجموعہ تعزیرات بھارت 1860 کی دفعہ B-120 کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ان کے خلاف مقدمہ یہ تھا کہ ان کے ذریعے کی گئی ایک مجرمانہ سازش کے مطابق مرکزی ایکسائز ٹیکس کی بہت بڑی رقم کو دھوکہ دہی سے بچایا گیا۔ٹرائل جج نے ان سب کو

بری کر دیا۔ ریونیو نے اپیل کو ترجیح دی اور آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے سامنے اجازت کے لیے منتقل ہو گیا۔ عدالت عالیہ کے واحد جج نے اپیل کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ ڈویژن بنچ کے پہلے فیصلے پر انحصار کرتے ہوئے، واحد جج نے فیصلہ دیا کہ چونکہ ایکسائز افسران جنہوں نے ملزم کے اعتراف جرم کے بیانات ریکارڈ کیے ہیں، انہوں نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 164(2) کے تحت ملزم کو انتباہ نہیں دیا ہے، وہ بیانات اس کے بنانے والوں کے خلاف یا شریک ملزم کے خلاف ناقابل قبول تھے۔ نتیجتاً، تمام اعتراف بیانات کو غور سے خارج کر دیا گیا اور باقی شواہد ملزم افراد کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے ناکافی پائے گئے۔ واحد جج ریونیو کے حکم کے خلاف اس عدالت سامنے اپیلوں کو ترجیح دی گئی۔

اپیلوں کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

حکم ہوا کہ، 1. کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 108 کے تحت کسٹم افسران کے ذریعے درج کردہ بیان ثبوت میں قابل قبول ہے۔ عدالت کو اس بات کی جانچ کرنی ہے کہ آیا شامل کرنے والے حصے رضاکارانہ طور پر بنائے گئے تھے یا آیا اسے شہادت ایکٹ کے دفعہ 24 میں تصور کردہ کسی بھی احاطے کی وجہ سے ذائل کیے گئے ہے۔ اپیل کی اجازت دے کر اپیل کو باقاعدہ بنانے کے بعد ہی اس طرح کی مشق کی جا سکتی ہے۔ چونکہ اجازت کو قانون کی غلط تشریح پر مسترد کر دیا گیا تھا، اس لیے متنازعہ حکم میں مداخلت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ نتیجتاً، درخواست کردہ اجازت منظور کی جائے گی۔ نتیجتاً، عدالت عالیہ میں دائر اپیل باقاعدہ ہو جائے گی۔ عدالت عالیہ کو قانون کے مطابق اپیل کو جلد از جلد نمٹانا چاہیے۔[169 G-H; 170 A-B]

2. ضابطہ فوجداری کی دفعہ 164 عدالتی مجسٹریٹ کو تحقیقات کے دوران اس کے سامنے کیے گئے کسی بھی اعتراف یا بیان کو ریکارڈ کرنے کا اختیار دیتی ہے۔ مذکورہ شق کے ذریعے دیے گئے اختیارات کا استعمال صرف عدالتی مجسٹریٹ ہی کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک پولیس افسر جسے مجسٹریٹ کا اختیار دیا گیا ہے اسے بھی اعتراف جرم درج کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ ذیلی دفعات (2) اور (4) اس طریقہ کار سے متعلق ہیں جس پر ایسے مجسٹریٹ کو افراد کے ذریعے دیے گئے اپنے آپ کو پھسانے والے بیانات ریکارڈ کرتے وقت عمل کرنا ہوتا ہے۔[167 G-H]

3. کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 108 کسی مجسٹریٹ کی مداخلت پر غور نہیں کرتی ہے۔ مذکورہ دفعہ کے ذریعہ تفویض کردہ اختیارات کا استعمال صرف ایک عدالتی مجسٹریٹ کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔ ذیلی دفعہ (3) افسر کی طرف سے طلب کردہ شخص کو حکم دیتی ہے کہ وہ کسی بھی موضوع پر سچائی بیان کرے

جس کے حوالے سے اس سے تفتیش کی جاتی ہے۔اسے اس بنیاد پر سچ بولنے سے معاف نہیں کیا جاتا کہ اس طرح کا بیان اس کے خلاف استعمال کیا جاسکتا ہے۔مذکورہ ضرورت اس شق میں شامل ہے جس کا مقصد گزٹیڈ افسر کو پوچھ گچھ کرنے والے شخص سے سچائی حاصل کرنے کے قابل بنانا ہے۔اس مرحلے پر مجسٹریٹ کی کوئی شمولیت نہیں ہے۔توضیعات کے پیچھے پورا خیال یہ ہے کہ اس شخص سے پوچھ گچھ کرنے والے گزٹیڈ افسر کو اس واقعہ سے متعلق تمام سچائی جمع کرنی چاہیے۔اگر اس طرح نکالا گیا بیان غلط ہے تو افسر کے لیے اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔[168 A-C]

4. کسی پولیس افسر کے سامنے کیا گیا اعتراف اس کے ذریعے ضابطہ کی دفعہ 164 کے تحت شامل کسی بھی رکاوٹ کے بغیر ریکارڈ کیا جاسکتا ہے۔لیکن پولیس افسر کے سامنے اس طرح کا اعتراف کرنے والے اقرار نامے کی حفاظت یہ ہے کہ اسے ثبوت میں استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

شہادت ایکٹ کی دفعہ 25 میں شامل پابندی ایک مکمل پابندی ہے۔لیکن پولیس افسر کے علاوہ کسی اور شخص کے ساتھ کیے گئے اعتراف جرم کے حوالے سے کوئی پابندی نہیں ہے، سوائے اس کے کہ جب اس طرح کا اعتراف اس وقت کیا گیا جب وہ پولیس حراست میں ہو۔دفعہ 108 کے تحت کسی بھی شخص کی طرف سے دیا گیا اپنے آپ کو پھسانے والا بیان غیر پولیس اہلکاروں کے لیے ہے اور اس لیے اس میں ثبوت میں ناقابل قبولیت کا کوئی نشان نہیں ہے اگر یہ اس وقت دیا گیا تھا جب متعلقہ شخص پولیس حراست میں نہیں تھا۔بہر حال قانون میں موجود احتیاط یہ ہے کہ اس طرح کے بیان عدالت کے ذریعے اسی طرح جانچ پڑتال کی جانی چاہیے جس طرح کسی ملزم شخص نے کسی غیر پولیس اہلکار کے سامنے اعتراف جرم کیا ہے۔ عدالت کو ایسے معاملات میں مطمئن ہونا چاہیے کہ کسی بھی ملزم کی طرف سے کسی گزٹیڈ افسر کو دیا گیا الزام عائد کرنے والا بیان بھی شہادت کے قانون کی دفعہ 24 میں تجویز کردہ معیار پر پورا اترنا چاہیے۔اگر اس طرح کے بیان کو دفعہ 24 میں مذکور کسی بھی بدنیتی پر مبنی احاطے سے متاثر کیا جاتا ہے تو وہ بیان کسی مجرمانہ کارروائی میں بیکار ہو جاتا ہے۔[168 D-F]

این ایس آر کرشنا پرساد بنام کسٹمز کے کلکٹر، (1992)57 ای ایل ٹی 568 اے پی، غیر منظوری شدہ۔

ہارون حاجی عبداللہ بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1968) ایس سی 832 = [1968] 2 ایس سی آر 641؛ رمیش چندر مہتا بنام ریاست مغربی بنگال، اے آئی آر (1970)

ایس سی 940=[1969] 2 ایس سی آر 461؛ پرسی رستم جی باستا بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1971) ایس سی 1087=[1971] 1 ایس سی سی 847؛ ہربنس سنگھ سردار لینا سنگھ و دیگر بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1972) ایس سی 1224؛ ویرا ابراہیم بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1976) ایس سی 1167=[1976] 3 ایس سی آر 672 اور پولپانڈی وغیرہ وغیرہ بنام سپرانٹنڈنٹ، سنٹرل ایکسائز و دیگراں۔ اے آئی آر (1992) ایس سی 1795=[1992] 3 ایس سی سی 259؛ پر انحصار کیا۔

اپیلیٹ فوجدار کا دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبر 628-629، سال 2000۔

فوجداری اپیل نمبر 161/91 اور فوجداری M.P نمبر 399، سال 1991 میں آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے مورخہ 18.9.91 کے فیصلے اور حکم سے۔

یو آر للت، اے سبّا راؤ، محترمہ ریکھا پانڈے، کے کے دھون، پی پرمیشورن، سی ایس سرینواس راؤ، یو اے رانا، آر وی گگرت، امیت دیسائی، راجیش نائر، محترمہ گوری راسگوترا، سمن جے کھیتان اور رنجن مکھر جی موجود فریقین کے لیے۔

عدالت کا فیصلہ تھامس جسٹس نے سنایا۔

اجازت دی گئی۔

کیا مجموع ضابطہ فوجداری (مختصر طور پر 'کوڈ') کی دفعہ 164 میں تصور کردہ احتیاطی تدابیر کی تعمیل کرنا ضروری ہے جب کسٹم افسران نے کسٹم ایکٹ کی دفعہ 108 کے تحت بیان ریکارڈ کیا؟ آندھرا پردیش عدالت عالیہ کی ایک ڈویژن بنچ نے فیصلہ دیا کہ یہ ضروری ہے کہ بیانات کو بنانے والے کے خلاف استعمال کیا جائے اور اس نظریے کی پیروی موجودہ معاملے میں اسی عدالت عالیہ کے واحد جج نے کی جس کے نتیجے میں عدالت عالیہ میں بری ہونے کے حکم کو چیلنج کرنے پر اپیل کی اجازت سے انکار کر دیا گیا۔ یہ اپیل، خصوصی اجازت کے ذریعے، واحد جج کے ذریعے منظور کیے گئے انکار کے مذکورہ حکم کے خلاف ہے۔

سگریٹ بنانے میں مصروف کچھ کمپنیوں کے ساتھ ساتھ ان کے کچھ ڈائریکٹروں پر سنٹرل ایکسائز ایکٹ کی دفعہ 9(1) کی مختلف شقوں اور تعزیرات مجموعہ تعزیرات بھارت 120B کے تحت جرائم کے لیے حیدر آباد میں خصوصی جج (اقتصادی جرائم) عدالت میں مقدمہ چلایا گیا۔ ٹرائل جج نے تفتیش کرنے کے بعد مدعا علیہان کے خلاف مذکورہ بالا جرائم کے لیے الزامات مرتب کیے اور مقدمہ چلایا

لیکن آخر میں انہوں نے ان سب کو بری کر دیا۔ان کے خلاف الزامات کا خلاصہ یہ ہے کہ مدعاعلیہ کمپنی، جو 1.9.1981 اور 30.11.1985 کے درمیان کی مدت کے دوران سگریٹ کی تیاری میں مصروف تھی، نے بکا ولو میں ان کی فیکٹریوں سے بڑی مقدار میں سگریٹوں کو بغیر حساب کتاب کے اور ایکسائز ڈیوٹی ادا کیے بغیر ہٹا دیا گیا۔مزید الزام یہ ہے کہ سگریٹ کی بڑی مقدار کو ان کے گوداموں میں بغیر حساب کیے چھپایا گیا اور مذکورہ عمل میں مرکزی ایکسائز ٹیکس کی بہت بڑی رقم کو دھوکہ دہی سے بچایا گیا۔اس طرح کی کارروائیاں مدعاعلیہ کے ذریعے ان کے ذریعے کی گئی مجرمانہ سازش کے مطابق کی گئیں۔

خصوصی جج نے تفصیلی مقدمے کی سماعت کے بعد مدعاعلیہ کو قصوروار نہیں پایا اور اسے بری کر دیا۔اپیل کنندہ نے آندھرا پردیش کی عدالت عالیہ میں اپیل دائر کی اور اپیل کی اجازت کے لیے درخواست دائر کی۔اجازت کی درخواست کی سماعت کرنے والے فاضل واحد جج نے محسوس کیا کہ وہ این ایس آر کرشنا پرساد بنام کسٹمز کے کلکٹر، [1992] 57 ای ایل ٹی 568 A.P میں اسی عدالت عالیہ کے ڈویژن بینچ کے پہلے فیصلے کے پابند ہیں۔مذکورہ فیصلے کے مطابق، حکام کی طرف سے کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 108 کے تحت کوڈ کی دفعہ 164 میں مقرر کردہ رکاوٹوں پر عمل کیے بغیر اور ان کی تعمیل کیے بغیر درج کیا گیا کوئی بھی مجرمانہ بیان اس بیان کو بنانے والے کے خلاف مقدمے میں ناقابل قبول ثبوت ہوگا۔فاضل واحد جج نے اس اسکور پر جو کچھ کہا ہے وہ درج ذیل ہے:

> "چونکہ ایکسائز افسران جنہوں نے اس معاملے میں ملزم کے بیانات ریکارڈ کیے ہیں انہوں نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 164 ذیلی دفعہ (2) کے تحت ملزم کو انتباہ نہیں دیا ہے، اس لیے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 164 ذیلی دفعہ (2) میں موجود لازمی شق کی عدم تعمیل بیانات کو ثبوت میں ناقابل قبول قرار دیتی ہے جیسا کہ ڈویژن بنچ نے قرار دیا ہے۔لہذا، وہ بیانات اس کے سازوں کے خلاف یا شریک ملزم کے خلاف ناقابل قبول ہیں۔"

این ایس آر کرشنا پرساد کے مقدمے (سپرا) میں عدالت عالیہ کے ڈویژن بنچ، جس کے فیصلے کی فاضل واحد جج نے پیروی کی، اس طرح فیصلہ دیا ہے:

> "لہذا، یہ اس طرح ہے کہ جب تک کہ کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 108 کے تحت بااختیار اتھارٹی سمن کیے گئے شخص سے اعتراف نوعیت کا بیان ریکارڈ کرنے سے پہلے دفعہ

164(2) مجموع ضابطہ فوجداری کے تحت احتیاط یا انتباہ کا انتظام نہیں کرتی، اس طرح ریکارڈ کیا گیا بیان کسی بھی مقصد کے لیے ثبوت میں ناقابل قبول ہو گا۔

مذکورہ بالا بنیاد پر قابل واحد جج تمام اعتراف بیانات کو غور سے خارج کر دیا۔بقیہ ثبوت مدعا علیہ کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے ناکافی پائے گئے۔ فاضل واحد جج نے مشاہدہ کرتے ہوئے اپیل کی اجازت دینے سے انکار کر دیا: "چونکہ استغاثہ ٹرائل عدالت کے ذریعے بری کیے جانے کے حکم کے خلاف اپیل دائر کرنے کی اجازت دینے کے لیے مقدمہ بنانے میں ناکام رہا ہے، اس لیے اپیل دائر کرنے کی اجازت کی درخواست مسترد کر دی جاتی ہے اور اس کے نتیجے میں اپیل بھی مسترد کر دی جاتی ہے۔" اگر کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 108 پر ضابطہ اخلاق کی دفعہ 164 کے اطلاق کے حوالے سے قابل واحد جج کی طرف سے گیا نظریہ غلط ہے، تو عدالت عالیہ کو اپیل کی اجازت دینی چاہیے تھی۔

اتفاق سے، ہم اس بات کی طرف اشارہ کر سکتے ہیں کہ یونین آف انڈیا نے اس عدالت سامنے این ایس آر کرشنا پرساد (سپرا) میں اس فیصلے کو چیلنج کیا تھا۔اس عدالت دو ججوں کے بنچ نے مذکورہ فیصلے کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دیا ہے کہ اس معاملے میں عدالت عالیہ کے سامنے کیا گیا چیلنج رٹ پٹیشن میں پائیدار نہیں تھا۔تاہم، اس عدالت نے مقدمے کی خوبیوں پر کوئی رائے ظاہر نہیں کی اور قانون کے سوال کو کھلا چھوڑ دیا گیا۔لہذا خصوصی اجازت کے ذریعے اس اپیل میں، ہم صرف این ایس آر کرشنا پرساد کے حوالے سے ڈویژن بنچ کی طرف سے مقرر کردہ قانونی حیثیت کی پائیداری پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں۔

کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 108 اس طرح پڑھتی ہے:

"108. ثبوت دینے اور دستاویزات پیش کرنے کے لیے افراد کو طلب کرنے کا اختیار۔

(1) کسٹم کا کوئی گزٹیڈ افسر کسی بھی ایسے شخص کو طلب کرنے کا اختیار رکھتا ہے جس کی حاضری وہ ثبوت دینے کے لیے یا کوئی دستاویز یا کوئی دوسری چیز پیش کرنے کے لیے ضروری سمجھتا ہے جو ایسا افسر کسی بھی سامان کی اسمگلنگ کے سلسلے میں کر رہا ہے۔

(2) دستاویزات یا دیگر چیزیں پیش کرنے کے لیے سمن بعض مخصوص دستاویزات یا چیزوں کو پیش کرنے کے لیے یا تمام دستاویزات یا کسی خاص

تفصیل کی چیزوں کو پیش کرنے کے لیے ہو سکتا ہے جو طلب کیے گئے شخص کے قبضے میں یا زیر اختیار ہو۔

(3) اس طرح طلب کیے گئے تمام افراد ذاتی طور پر یا کسی مجاز ایجنٹ کے ذریعے حاضر ہونے کے پابند ہوں گے جیسا کہ ایسا افسر ہدایت کرے؛ اور اس طرح طلب کیے گئے تمام افراد کسی بھی موضوع پر سچائی بیان کرنے کے پابند ہوں گے، جس کے حوالے سے ان سے تفتیش کی جاتی ہے یا بیانات دیتے ہیں اور ایسی دستاویزات اور دیگر چیزیں پیش کرتے ہیں جن کی ضرورت ہو:

بشرطیکہ مجموع ضابطہ فوجداری، 1908 (5، سال 1908) کے دفعہ 132 کے تحت چھوٹ، اس دفعہ کے تحت حاضری کے کسی بھی مطالبے پر لاگو ہوگی۔

(4) مذکورہ بالا ایسی ہر تفتیش کو مجموعہ تعزیرات بھارت (45، سال 1860) کی دفعہ 193 اور دفعہ 228 کے معنی میں عدالتی کارروائی سمجھا جائے گا۔

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ سی کسٹمز ایکٹ 1878 کی دفعہ 171A (جسے سی کسٹمز ایکٹ کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا ہے) کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 108 سے مطابقت رکھتی ہے۔ اس تناظر میں ہم اس بات کی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ سنٹرل ایکسائز ایکٹ کا دفعہ 14 عملی طور پر کسٹمز ایکٹ کے دفعہ 108 جیسا ہی ہے۔ لہٰذا اس عدالت کی جانب سے دیگر متعلقہ توضیعات کے تحت دیا گیا فیصلہ یہ سمجھنے میں بہت فائدہ مند ہوگا کہ اس عدالت نے پہلے ان توضیعات کے دائرہ کار کو کس طرح سمجھا ہے۔

ضابطہ کی دفعہ 164 "اعتراف اور بیانات کی ریکارڈنگ" سے متعلق ہے۔ یہ شق عدالتی مجسٹریٹ کو اس باب کے تحت یا اس وقت نافذ کسی دوسرے قانون کے تحت یا اس کے بعد کسی بھی وقت جانچ یا مقدمے کی سماعت کے آغاز سے پہلے تحقیقات کے دوران اس کے سامنے کیے گئے کسی بھی اعتراف یا بیانات کو ریکارڈ کرنے کا اختیار دیتی ہے۔" اس بات کی نشاندہی کی جانی چاہیے کہ مذکورہ شق کے ذریعے دیے گئے اختیارات کا استعمال صرف عدالتی مجسٹریٹ ہی کر سکتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک پولیس افسر جسے مجسٹریٹ کا اختیار دیا گیا ہے اسے بھی اعتراف جرم درج کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ ذیلی دفعات (2) اور (4) اس طریقہ کار سے متعلق ہیں جس پر ایسے مجسٹریٹ کو افراد کے ذریعے دیے گئے اشتعال انگیز بیانات ریکارڈ کرتے وقت عمل کرنا ہوتا ہے۔

کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 108 کسی مجسٹریٹ کی مداخلت پر غور نہیں کرتی ہے۔ مذکورہ دفعہ کے تحت اختیارات کا استعمال محکمہ کسٹمز کا گزٹیڈ افسر کرنا چاہتا ہے۔ ذیلی دفعہ (3) افسر کی طرف سے طلب کردہ شخص کو حکم دیتی ہے کہ وہ کسی بھی موضوع پر سچائی بیان کرے جس کے حوالے سے اس سے تفتیش کی جاتی ہے۔ اسے اس بنیاد پر سچ بولنے سے معاف نہیں کیا جاتا کہ اس طرح کا بیان اس کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مذکورہ ضرورت اس شق میں شامل ہے جس کا مقصد گزٹیڈ افسر کو پوچھ گچھ کرنے والے شخص سے سچائی حاصل کرنے کے قابل بنانا ہے۔ اس مرحلے پر مجسٹریٹ کی کوئی شمولیت نہیں ہے۔ اس شق کے پیچھے پورا خیال یہ ہے کہ اس شخص سے پوچھ گچھ کرنے والے گزٹیڈ افسر کو اس واقعہ سے متعلق تمام سچائی جمع کرنی چاہیے۔ اگر اس طرح نکالا گیا بیان غلط ہے تو افسر کے لیے اس کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔

اس تناظر میں ہم یہ بات ذہن میں رکھتے ہیں کہ پولیس افسر کے سامنے کیا گیا اعتراف جرم کوڈ کی دفعہ 164 کے تحت شامل کسی بھی رکاوٹ کے بغیر ریکارڈ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پولیس افسر کے سامنے اس طرح کا اعتراف کرنے والے اقرار نامے کی حفاظت یہ ہے کہ اسے ثبوت میں استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 25 میں شامل پابندی ایک مکمل پابندی ہے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ پولیس افسر کے علاوہ کسی اور شخص کے ساتھ کیے گئے اعتراف جرم کے حوالے سے کوئی پابندی نہیں ہے، سوائے اس کے کہ جب اس طرح کا اعتراف اس وقت کیا گیا جب وہ پولیس حراست میں ہو۔ دفعہ 108 کے تحت کسی بھی شخص کی طرف سے دیا گیا اشتعال انگیز بیان غیر پولیس اہلکاروں کے لیے ہے اور اس لیے اس میں ثبوت میں ناقابل قبولیت کا کوئی نشان نہیں ہے اگر یہ اس وقت دیا گیا تھا جب متعلقہ شخص پولیس حراست میں نہیں تھا۔ بہر حال قانون میں موجود احتیاط یہ ہے کہ اس طرح کے بیان عدالت کے ذریعے اسی طرح جانچ پڑتال کی جانی چاہیے جس طرح کسی ملزم شخص نے کسی غیر پولیس اہلکار کے سامنے اعتراف جرم کیا ہے۔ ایسے معاملات میں عدالت کو مطمئن ہونا پڑتا ہے کہ کسی ملزم شخص کی طرف سے گزٹیڈ افسر کو دیا گیا کوئی بھی مجرمانہ بیان بھی اویڈنس ایکٹ کی دفعہ 24 میں تجویز کردہ ٹیسٹ پاس کرنا چاہیے۔ اگر اس طرح کے بیان کو دفعہ 24 میں مذکور کسی بھی بدنیتی پر مبنی احاطے سے متاثر کیا جاتا ہے تو وہ بیان کسی بھی فوجداری کارروائی میں بیکار ہو جاتا ہے۔

1968 میں ہی اس عدالت نے سی کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 171A کے تحت ہارون حاجی عبداللہ بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1968) ایس سی 832 = [1968] 2 ایس سی آر 641 میں دیے گئے بیان کے دائرہ کار پر غور کیا تھا۔ ہدایت اللہ، جسٹس (جیسا کہ وہ اس وقت تھے) نے مندرجہ ذیل مشاہدات کیے:

"یہ بیانات مجسٹریٹ کے ذریعے مجموع ضابطہ فوجداری کی دفعہ 164 کے تحت درج کیے گئے اعترافات نہیں ہیں بلکہ سی کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 171A کے تحت نوٹس کے جواب میں دیے گئے بیانات ہیں۔ چونکہ انہیں ان حفاظتی اقدامات کے تابع نہیں بنایا جاتا ہے جن کے تحت مجسٹریٹ کے ذریعے اعترافات ریکارڈ کیے جاتے ہیں، اس لیے ان کی خصوصی جانچ پڑتال کی جانی چاہیے تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ آیا وہ کسی اختیار میں موجود شخص کی طرف سے دھمکی یا وعدے کے تحت کیے گئے تھے۔ اگر اس طرح کی جانچ پڑتال کے بعد انہیں رضاکارانہ سمجھا جاتا ہے، تو انہیں بنانے والے کے خلاف اور اسی طرح قبول کیا جا سکتا ہے جس طرح اعترافات موصول ہوتے ہیں، اس کے ساتھ مشترکہ طور پر مقدمے کے شریک ملزم کے خلاف بھی۔"

رمیش چندر مہتا بنام ریاست مغربی بنگال، اے آئی آر (1970) ایس سی 940 = [1969] 2 ایس سی آر 461 میں، یہ قرار دیا گیا تھا کہ "جب کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 108 کے تحت تحقیقات کی جارہی ہیں، اور ایک بیان اس شخص کی طرف سے دیا گیا ہے جس کے خلاف تحقیقات کی جا رہی ہے تو یہ کسی جرم کے ملزم شخص کا بیان نہیں ہے اور جو شخص بیان دیتا ہے وہ ملزم شخص کے کردار میں کھڑا نہیں ہوتا ہے۔" اس کے بعد اس عدالت نے پرسی رستم جی باستا بنام ریاست مہاراشٹر، AIR (1971) SC 1087 = [1971] 1 SCC847 میں مقدمہ درج کیا۔ یہ ایک ایسا مقدمہ تھا جس میں اپیل کنندہ کو کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 135 اور تعزیرات ہند کی دفعہ 120-B کے تحت مجرم قرار دیا گیا تھا۔ اس عدالت نے اس معاملے میں جس سوال پر غور کیا وہ یہ تھا کہ کیا ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 24 کسٹم ایکٹ کے تحت جرائم کے ملزم کی طرف سے دیے گئے بیان کی قبولیت پر رکاوٹ تھی۔ اس عدالت نے ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 24 اور حقائق کی بنیاد پر دلیل کو پسپا کر دیا۔

اس عدالت تین ججوں کی بنچ نے ایک بار پھر ہربنس سنگھ سردار لینا سنگھ و دیگر بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1972) ایس سی 1224 میں اسی موقف کا اعادہ کیا ہے۔ اس کی پیروی ایک بار پھر ویرا ابراہیم بنام ریاست مہاراشٹر، اے آئی آر (1976) ایس سی 1167 = [1976] 3 ایس سی آر 672 میں کی گئی۔ پول پانڈی وغیرہ بنام سپرنٹنڈنٹ، سنٹرل ایکسائز و دیگر اس میں مزید تین ججوں کی بنچ، اے آئی آر (1992) ایس سی 1795 = [1992] 3 ایس سی سی 259 نے بھی یہی نظریہ اختیار کیا۔

یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ آندھرا پردیش عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ نے خود کو مذکورہ بالا اچھی طرح سے طے شدہ قانونی حیثیت سے خطاب نہیں کیا جب بنچ کے فاضل ججوں (رامانوجلا نائیڈو اور

پانڈورنگاراؤ، جسٹس صاحبان) نے فیصلہ دیا کہ کسٹمز ایکٹ کی دفعہ 108 کے تحت کوڈ کی دفعہ 164 کی تعمیل کیے بغیر ریکارڈ کیا گیا بیان "کسی بھی مقصد کے لیے ثبوت میں ناقابل قبول ہوگا"۔

ہمارا ماننا ہے کہ کسٹم ایکٹ کی دفعہ 108 کے تحت کسٹم افسران کے ذریعے درج کردہ بیان ثبوت میں قابل قبول ہے۔عدالت کو اس بات کی جانچ کرنی ہے کہ آیا شامل کرنے والے حصے رضاکارانہ طور پر بنائے گئے تھے یا آیا اسے ایویڈنس ایکٹ کے دفعہ 24 میں تصور کردہ کسی بھی احاطے کی وجہ سے خراب کیا گیا ہے۔اپیل کی اجازت دے کر اپیل کو باقاعدہ بنانے کے بعد ہی اس طرح کی مشق کی جاسکتی ہے۔چونکہ اجازت کو قانون کی غلط تشریح پر مسترد کر دیا گیا تھا اس لیے ہمیں اعتراض شدہ حکم میں مداخلت کرنی پڑتی ہے۔

اس لیے ہم ان اپیلوں کی اجازت دیتے ہیں اور اعتراض شدہ حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں۔ درخواست کردہ اجازت منظور کی جائے گی ۔نتیجتاً، عدالت عالیہ میں دائر اپیل باقاعدہ ہو جائے گی۔اب عدالت عالیہ کو قانون کے مطابق اپیل کو نمٹانا ہے۔چونکہ یہ ایک پرانا معاملہ ہے اس لیے ہم آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے رجسٹرار کو ہدایت دیتے ہیں کہ وہ اپیل کو جلد از جلد سماعت کی فہرست میں شامل کریں۔

فریقین کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ 2000-9-4 پر عدالت عالیہ کے سامنے پیش ہوں اور اس مقصد کے لیے کوئی نیا نوٹس جاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اپیلوں کی اجازت ہے۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24